اَلْمَحَجَّةُ الْبَيْضاء فی تَهْذيبِ الْاِحْياء: ایک تبصرہ

Al-Mahajjat al-Bayza fi Tahzeeb al-Hiya: A Review

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Syed Rameez ul Hassan Mosvi
Director NoorulHuda Markaz-e Tehqeeqat; Bara Kahu, Islamabad
E-mail: srhm2000@yahoo.com

Abstract:

"*Al-Mahajjat al-Bayza fi Tahzeeb al-Hiya*" is the best book on ethics in the Arabic language. Its author is Mullah Mohsen Faiz Kashani (died 1091 AH). Al-Din'' contains corrections and analysis. This book has four parts, which include titles such as Ibadat, Adaat, Muhalkaat and Munjiyat. The eminent researcher Ali Akbar Ghafari has edited this book and there is also a scholarly preface on it in which, apart from introducing Imam Ghazali, Abu Hamid has also pointed out the scholarly mistakes of his book Ahya Uloom, to which Allama Amini, the author of the book "Al-Ghadir", has drawn attention.

Key Words: Bibliography, Muhjah, Bayza, Tahsib al-Ahyaya, Ahyaya Ulum al-Din, Ghazali, Mohsin Faiz, Kashani.

خلاصہ
" اَلمحجّۃُ البَیضاء فی تہذیبِ الاِحیاء "عربی زبان میں علم اخلاق کی بہترین کتاب ہے۔جس کے مؤلف ملا محسن فیض کاشانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی۱۰۹۱ھ) ہیں۔یہ کتاب در حقیقت، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " اِحیاء علوم الدین" کی اصلاح اور شرح پر مشتمل ہے۔اس کتاب کے چار حصے ہیں جو عبادات، عادات، مُہلکات و مُنْجیات جیسے عناوین پر مشتمل ہیں۔ ممتاز محقق علی اکبر غفاری نے اِس کتاب کی تصحیح کی ہےاور اس پر ایک علمی مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں ابو حامد امام غزالی کاتعارف کرانے کے علاوہ اُن کی کتاب احیاء العلوم کی اُن علمی لغزشوں کی نشاندہی بھی کی ہے جن کی طرف کتاب "الغدیر" کے مولف، علامہ امینیؒ نے توجہ دلائی ہے۔

کلیدی کلمات: کتاب شناسی، محجۃ، بیضاء، تہذیب الاحیاء، احیاء علوم الدین، غزالی، محسن فیض، کاشانی۔

علامہ غزالی کااجمالی تعارف

مختلف تذکرہ نگاروں نے امام غزالی کے حالات زندگی کے بارمیں جو کچھ لکھا ہےاُس کے مطابق: حُجّۃُ الِاسْلَام، امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی شافعی (متوفی 505ھ) تمام علماء کے نزدیک بلند پایہ مقام و منزلت رکھتے ہیں۔ وہ ۴۵۰ھ میں طوس میں پیدا ہوئے۔اُنہوں نے ابتدائی تعلیم ایران کے صوبہ خراسان کے شہر طُوس میں حاصل کی، اس کے بعد نیشاپور کا قصد کیا جہاں امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جُوَینی سے اکتسابِ علم کیا۔[1]

امام غزالی کی پوری زندگی مختلف علوم حاصل کرنے، انہیں پھیلانے اور اُمّتِ مسلمہ کی اصلاح میں گزری۔ اُن کا دور فلسفہ اور عقلیت پسندی کا دور تھا۔لوگ دین سے دُور ہوتے جارہے تھے۔ اس صورتِ حال میں دین و مذہب کی خدمت کیلئے اُنہوں نے درس و تدریس کا راستہ اختیار کیا اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے شاگردانِ رشید تیار کیے۔ شروع میں بغداد(مدرسہ نظامیہ) اور نیشاپور میں تدریس کی اور پھر اپنے علاقہ طُوس میں مدرسہ قائم کیا جس سے تادمِ آخر وابستہ رہے۔[2]

دینی خدمت کے لئے اُنہوں نے تدریس کے ساتھ ساتھ بہت سی کتابیں بھی لکھیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں عقائد، فقہ، اصولِ فقہ اور تصوف وغیرہ کے موضوعات پر بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ بالخصوص علم تصوف اور علم الاخلاق پر آپ کی کتاب "اِحْیَاءُ عُلُومِ الدِّین"(جس کو اختصار کے پیشِ نظر احیاء العلوم کہا جاتا ہے) مشہور زمانہ ہے۔اس کی تعریف ہر زمانے کے عُلَما کرتے آرہے ہیں۔اسی کتاب کی اصلاح اور

شرح میں کتاب محجۃ البیضا تالیف کی گئی ہے، جس کا تعارف ان صفحات میں کرایا جارہا ہے۔

علامہ فیض کاشانی کا اجمالی تعارف

ملا محسن فیض کاشانی 1007ھ ہجری میں ایران کے شہر کاشان میں پیدا ہوئے۔ وہ گیارہویں صدی ہجری کے مشہور فیلسوف، محدث اور مفسر قرآن ہیں۔ اُنھوں نے ملا محمد تقی مجلسی، شیخ بہائی، میر داماد، میر فندرسکی، ملاصدرا اور سید ماجد بحرانی جیسے علماء سے کسب فیض کیا ہے۔ اُن کی مشہور تالیفات میں تفسیر صافی، الوافی، المحجۃ البیضاء ہیں۔ اُنہوں نے ۱۰۹۱ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کا اصل نام محمد تھا، لیکن محسن یا محمد محسن مشہور ہوئے۔ وہ ملاصدرا کے[3] داماد تھے، ان کے سسر نے انہیں فیض اور دوسرے داماد عبدالرزاق لاہیجی کو فیاض کے لقب سے نوازا۔[4]

فیض کاشانی کا شمار ان معتدل اخباریوں میں ہوتا ہے، اس لحاظ سے پہلے فقہا کے برعکس بہت سے مقامات پر ان کے نظریات مختلف ہیں۔ ان کے اہم ترین نظریات میں مخصوص شرائط کے تحت غنا کا جواز، مختلف واجبات شرعی کی نسبت سن بلوغ کا مختلف ہونا اور نماز جمعہ کا واجب عینی ہونا شامل ہیں۔ کاشان اور اصفہان میں اقامۂ نماز جمعہ ان کی سیاسی فعالیتوں میں سے ایک ہے۔

فیض کاشانی نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کاشان سے کیا۔ 20 سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لئے اصفہان گئے۔ دو سال بعد شیراز میں سید ماجد بحرانی کی شاگردی اختیار کی اور دوبارہ اصفہان واپس آئے جہاں شیخ بہائی کے درس میں شرکت کی۔ حج کے سفر کے دوران شہید ثانی کی اولاد میں سے ایک عالم دین شیخ محمد سے اجازۂ روایت حاصل کیا۔ اس کے بعد قم میں ملا صدرا کی شاگردی اختیار کی اور ملا صدرا کی شیراز واپسی کے موقع پر ان ہی کے ہمراہ شیراز آئے اور تقریبا دو سال تک وہاں رہے۔ اگرچہ خوانساری اور دیگر علما معتقد ہیں کہ فیض نے پہلے سفر کے دوران شیراز میں ملا صدرا کی شاگردی اختیار کی، لیکن یہ بات خود فیض کاشانی کے ذکر کردہ حالات کے مطابق سازگار نہیں ہے۔[5]

آخر کار فیض کاشان واپس آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ قم میں مدرسہ فیضیہ کی اسم گذاری میں فیض کے یہاں رہنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بہت سے محققین مثلاً آفندی، حر عاملی، محدث نوری، شیخ عباس قمی، علامہ امینی وغیرہ نے فیض کاشانی کو فلسفی، حکیم، متکلم، محدث، فقیہ، شاعر، ادیب، عالم، فاضل جیسے کلمات سے یاد کیا ہے۔[6]

شاہ صفی نے انہیں اپنے دربار میں مدعو کیا، لیکن فیض کاشانی نے اس سے اجتناب کیا۔ اس کے بعد شاہ عباس دوم نے فیض کو دعوت دی کہ اقامۂ نماز جمعہ کے لئے دارالحکومت میں آئیں، لیکن فیض کاشانی

نے اس سے کنارہ گیری کی زندگی کو ترجیح دینے میں اپنے قریبیوں سے صلاح و مشورہ کے بعد اسے قبول کر لیا۔[7]

فیض کاشانی کی علمی تصانیف اور تالیفات

فیض کاشانی کی علمی تصانیف وتالیفات کی تعداد سو کتابوں پر مشتمل ہے۔سید نعمت اللہ جزائری نے ان کی کتابوں کی تعداد تقریبا 200 لکھی ہے۔ دیگر منابع میں 140 کتابیں ذکر ہوئی ہیں۔ جن میں سے چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

1- **علم الیقین فی اصول الدین**: جو کہ کتاب وسنت کی روشنی میں مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ خود فیض کاشانی ''المعارف'' کے نام سے کیا ہے۔

2- **عین الیقین فی اصول الدین**: اس کتاب میں اصول دین پر فلسفی دلائل و براہین عقلی کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ بھی خود فیض کاشانی نے کیا ہے اور اس کا نام ''اصول المعارف'' رکھا ہے۔

3- **انوار الحکمۃ**: یہ بھی کتاب علم الیقین کا خلاصہ ہے۔

4- **الکلمات المکنونۃ فی علوم اہل المعرفۃ**: اس کتاب کا بھی خلاصہ کرکے ''الکلمات المخزونۃ'' نام رکھا گیا ہے۔

5- **کتاب تشریح العالم**: یہ کتاب ہیئت عالم واجسام وارواح اور ان کی کیفیت و حرکات افلاک و انواع بسایط و مرکبات کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

6- **اصول العقاید**: اس کتاب میں دین کے پنجگانہ اصولوں کی تحقیق کی گئی ہے۔

7- **کتاب الحقایق**: یہ کتاب ایران میں نراقی کی ''جامع السعادات'' کے حاشیہ میں چھپی ہے۔

8- **التذکرۃ در حکمت الہی**: آغابزرگ طہرانی نے اس کا ذکر ''الذریعہ'' میں کیا ہے۔

9- **المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء**: یہ کتاب ''احیاء علوم الدین'' امام محمد غزالی (متوفی 505ھ) کی تلخیص ہے۔اس مقالے میں اسی کتاب کا تعارف کرایا جارہا ہے۔

10- **صافی در تفسیر قرآن**: دو مجلدات میں شائع ہوئی ہے جس میں تقریباً ستر ہزار روایات ذکر ہوئی ہیں۔ اس تفسیر کی تالیف ۱۰۷۵ھ میں مکمل ہوئی ہے۔ اس تفسیر کا فارسی اور اُردو ترجمہ بھی موجود ہے۔

11- **تفسیر اصفی**: یہ تفسیر صافی سے انتخاب ہے جس میں تقریباً ۲۱ ہزار روایات ذکر ہوئی ہیں۔

12- **الوافی**: یہ حدیث کی کتاب ہے جس کو فیض کاشانی نے امامیہ کی کتب اربعہ سے جمع کیا ہے۔ اس میں تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار روایات جمع کی گئی ہیں۔ اس کتاب سے فیض کاشانی کا حدیث پر تسلط ظاہر ہوتا ہے۔

13- **معتصم الشیعہ فی احکام الشریعہ**: اس کتاب میں شیعہ مذہب کے احکام شریعت ذکر ہوئے ہیں۔

14- **تنفیس الھموم**: اس میں فیض کاشانی کی مثنوی اور اشعار کو جمع کیا گیا ہے۔

15- **تقویم المحسنین**: اس کتاب میں سعد و نحس اوقات کے بارے میں ائمہ اطہار علیہم السلام سے منقول روایات جمع کی گئی ہیں۔ یہ کتاب چند بار بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔

16- **رسالہ در علم خدا**: اس رسالہ میں موجودات کے بارے میں ازل سے علم الٰہی کی کیفیت کے بارے میں بحث کی گئی ہے کہ آیا خدا اشیاء کے پیدا ہونے سے پہلے ان کے بارے میں عالم تھا یا نہیں؟ اس کے علاوہ "مسئلہ وجود" کے بارے میں سوال کا جواب کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ کیا وجود مشترک لفظی ہے یا معنوی؟

17- **الاربعین فی مناقب امیر المومنین**: یہ کتاب امام علی علیہ السلام کے مناقب کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

ان کے علاوہ بھی فیض کاشانیؒ کی بہت سی کتابیں ذکر ہوئی ہیں جن میں سے بعض چھپی ہوئی ہیں اور کچھ، مخطوطات کی شکل میں کتابخانوں میں محفوظ ہیں۔

محجۃ البیضا کی تالیف کا سبب اور زمانہ

کتاب الذریعہ کے مؤلف آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں کہ فیض کاشانیؒ نے کتاب "المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء" کی تالیف کا کام ۱۰۴۶ھ میں ختم کیا ہے۔ "اَلْمَحَجَّۃُ الْبَیْضاء فی تَھذیبِ الْاِحْیاء" کے مؤلف کتاب کے مقدمے میں اس کتاب کی تالیف کا سبب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ کتاب اُنھوں نے امام محمد غزالی کی کتاب "احیاء علوم دین" کی اصلاح اور شرح کے طور پر لکھی ہے۔ اُن کے مطابق امام غزالی اس کتاب کی تالیف کے وقت مذہب اہل سنت پر تھے لہٰذا اُنھوں نے اس کتاب کے بہت سے مطالب خصوصاً عبادات کا حصہ اہل سنت اصول و مبانی کے مطابق لکھے ہیں اور اُن افراد کی روایات پر اعتماد کیا ہے جو خدا اور رسولؐ پر جھوٹ باندھنے میں مشہور ہیں۔ اسی طرح فیض کاشانی کتاب احیاء علوم میں موجود صوفیا کے عجیب و غریب افسانوں اور قصے کہانیوں کو بھی غیر معقول قرار دیتے ہیں۔

یہ کتاب چہار حصوں پر مشتمل ہے، جن میں سے ہر ایک حصے میں دس ابواب ہیں۔ اس کتاب کی کلی شکل و صورت احیاء العلوم جیسی ہی ہے فقط "آداب سماع و وجد" کو "اخلاق ائمہ اور آداب شیعہ" میں تبدیل کیا گیا ہے۔ "المحجۃ البیضا" کے مقدمے میں اس کتاب کے مصحح علی اکبر غفاری نے "احیاء العلوم" کے نواقص کی تفصیل ذکر کی ہے اور اس کے مقابلے میں کتاب "المحجۃ" کی خوبیوں کو واضح کیا ہے۔ اسی طرح اُنھوں نے فیض کاشانی کے حالات زندگی کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

غزالی کی کتاب احیاء العلوم عوام کو اخلاق و معنویات کی طرف متوجہ کرانے کے لیے بہت اہم کتاب سمجھی جاتی ہے، چونکہ اس کا اسلوب اور روش بہت ہی دلچسپ ہے جس کی وجہ سے ایک شیعہ عالم دین اس کتاب کو شیعہ

مسلمانوں کے لئے بھی ضروری سمجھتا ہے جس کے نتیجے میں امام غزالی کی یہ کتاب شیعہ عالم دین فیض کاشانی کے ذریعے تصحیح اور اصلاح کے بعد المحجۃ البیضاء کے نام سے منظر عام پر آتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو شیعہ تعلیمات کے مطابق لکھی گئی کتب اخلاقیات میں یہ کتاب بھی ایک خاص مقام حاصل کر لیتی ہے، چونکہ یہ کتاب تمام اخلاقی مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آیات قرآن اور احادیث محمد وآل محمد علیہم السلام سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ملا فیض کاشانیؒ نے امام غزالی کی احیاء العلوم ہی کے اسلوب پر اخلاقی مضامین کو ترتیب دیا ہے اور اسے احیاء العلوم ہی کی اصلاح و تصحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ ایک شیعہ عالم دین ہر قسم کے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک سنی عالم دین کے روش تالیف کی پیروی کرتا ہے اور اُسے اپنے ہم مذہب مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیتا ہے اور اُس کے کام پر علمی نقد و نظر کرتے ہوئے اسے بہترین انداز میں اہل علم کے سامنے پیش کرتا ہے۔

فیض کاشانی کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں: میں نے ابو حامی محمد غزالی طوسی کی تصانیف میں سے "احیاء علوم دین" کو دیکھا کہ جو پوری دنیائے اسلام میں مشہور کتاب ہے۔ یہ کتاب اس شخص کے لئے بہت ہی اہم اور فائدہ مند مضامین پر مشتمل ہے جو اعلیٰ معنوی اور دینی مقام حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جناب غزالی کا بیان بہت خوبصورت اور اس کا اسلوب تحریر بھی بہت قابل ستایش ہے۔ چونکہ وہ اس کتاب کی تالیف کے وقت مسلک اہل سنت پر تھے۔ لہٰذا اُنہوں نے ایسے مطالب اور مضامین ذکر کیئے ہیں جو ہم شیعوں کے لئے قابل قبول نہیں اور اہل سنت کے غلط عقائد میں سے ہیں اور بعض مطالب صوفیوں کی بدعتوں پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح (عالی مضامین کو پیش کرنے میں) اہل بیت اطہار اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی احادیث سے استفادہ نہیں کیا گیا۔ بعض روایات ایسے افراد سے نقل کی گئی ہیں جو جھوٹی روایات نقل کرنے اور خدا اور رسول خدا ﷺ پر جھوٹ باندھنے میں مشہور ہیں۔ اس میں صوفیوں کے خلاف عقل عجیب و غریب قصے اور کہانیاں بھی نقل کیے گئے ہیں۔ اسی طرح غزالی نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی تعلیمات کو بھی چھوڑ دیا ہے جن کی دعوت خود قرآن اور احادیث رسول ﷺ نے دی ہے۔ اس کے بعد فیض کاشانی لکھتے ہیں: کتاب کے بہت سے مضامین مفید ہیں اس لیے شیعوں کا ان سے محروم ہونا کسی بھی طرح درست نہیں، خاص کر اس زمانے میں کہ جب لوگوں کی اکثریت جہالت اور گمراہی میں مبتلا ہو گئی ہے، اس کتاب سے کا وجود اور لوگوں کا اس سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

اس کے بعد ملا فیض کاشانی اپنے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں نے کوشش کی ہے کہ جو مطالب شیعہ عقائد کے ساتھ سازگار نہیں، اُنہیں حذف کردوں اور ہر باب میں شیعہ عقائد اور اہل بیت اطہارؑ کی احادیث سے استفادہ کروں۔ اور جہاں اضافی اور غیر ضروری باتیں تھیں جو قارئین کی کتاب میں دلچسپی کو کم کرتی ہیں، اُنہیں

بھی حذف کر دیا ہے۔ البتہ کتاب کے کلی اسلوب اور ترتیب کو تبدیل کرنے سے جہاں تک ہو سکا ہے اجتناب کیا ہے حتیٰ اس کے الفاظ کو بھی تبدیل نہیں کیا چونکہ یہ کتاب بہت ہی خوبصورت بیان اور تحریر کی حامل ہے۔
تہذیب کتاب احیاء العلوم غزالی اور خود ملا محسن کاشانی کے الفاظ میں (و احیاء احیائہ احیاء لعلوم الدین بحیاۃ اخری) یعنی اس کام کے ذریعے میں نے کتاب احیاء کو دوبارہ احیاء کیا ہے۔ اور اس کا نام (المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء) رکھا ہے اور آپ چاہیں تو اسے "المحجۃ البیضاء فی احیاء الاحیاء" بھی کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس طرح میں نے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے اور آخرت کے لئے ذخیرہ فراہم کرنے کی سعی کی ہے۔ اُمید ہے یہ کتاب سالکین الی اللہ کے لئے مفید ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور میں اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب میں شریک ہو سکوں۔[8]
یہ کتاب "المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء" پر فیض کاشانیؒ کے مقدمے کا خلاصہ تھا جسے ہم نے اپنے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

کتاب کے مضامین پر ایک نظر

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے جن کی اجمالی فہرست یہ ہے:

حصہ عبادات

1۔ کتاب علم 2۔ کتاب قواعد عقائد 3۔ کتاب اسرار طہارت 4۔ کتاب اسرار نماز 5۔ کتاب اسرار زکات 6۔ کتاب اسرار روزہ 7۔ کتاب اسرار حج 8۔ کتاب آداب تلاوت قرآن 9۔ کتاب اذکار و ادعیہ 10۔ مختلف اوقات میں اوراد واذکار کی ترتیب پر مشتمل کتاب۔

حصہ عادات

اس حصے میں فیض کاشانیؒ نے آداب معاشرت ذکر کئے ہیں جس کے اہم ابواب یہ ہیں:
1۔ آداب غذا خوردن؛ 2۔ آداب ازدواج؛ 3۔ آداب احکام کسب؛ 4۔ کتاب حلال و حرام؛ 5۔ لوگوں کے ساتھ مصاحبت و معاشرت کے آداب 6۔ کتاب عزلت؛ 7۔ کتاب آداب سفر؛ 8۔ کتاب اخلاق ائمہ و آداب شیعہ؛ 9۔ کتاب امر بہ معروف و نہی از منکر؛ 10۔ کتاب اخلاق نبوت و آداب معیشت۔

حصہ مہلکات

1۔ کتاب شرح عجائب دل 2۔ کتاب ریاضت نفس؛ 3۔ کتاب شکم و فرج کی شہوتوں کی آفات؛ 4۔ کتاب

آفات زبان؛ 5۔کتاب خشم، کینہ و حسد کی مذمت 6۔کتاب مذمت دنیا؛ 7۔کتاب مذمت ثروت و بخل؛ 8۔کتاب مذمت جاہ و ریا؛ 9۔کتاب مذمت کبر و خودپسندی؛ 10۔کتاب مذمت غرور۔

حصہ مُنجیات (یعنی وہ چیزیں جو انسان کو ہلاکتوں سے نجات دلاتی ہیں)

1۔کتاب توبہ؛ 2۔کتاب صبر و شکر؛ 3۔کتاب خوف و رجا 4۔کتاب فقر و زہد 5۔کتاب توحید و توکل 6۔کتاب محبت، انس، شوق و رضا 7۔کتاب نیت، صدق و اخلاص 8۔کتاب مراقبہ و محاسبہ 9۔کتاب تفکر 10۔ کتاب ذکرالموت و ما بعدہ۔

اس طرح کتاب المحجۃ البیضاء چالیس ابواب پر مشتمل ہے یعنی ہر چار حصوں میں دس کتابیں (ابواب) ہیں۔ ان میں سے ہر کتاب اپنے مطالب اور موضوع کے لحاظ سے مختلف ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔ مثلاً کتاب عبادت میں آداب تلاوت قرآن کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب الاول: فضل القرآن و اهله؛ باب الثانی: فی آداب ظاهر التلاوة؛ باب الثالث: فی اعمال الباطن فی التلاوة؛

باب الرابع: فی فهم القرآن و تفسیره بالرای

ان مباحث کا طریقہ کار کچھ اس طرح ہے کہ ہر کتاب کے شروع میں اگر موضوع سے متعلق کوئی آیات قرآن ہیں تو انہیں ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی احادیث لائی جاتی ہیں۔

محجۃ البیضاء کے مخطوطات

المحجہ البیضاء کے محقق اور مصحح علی اکبر غفاری نے اس کتاب کی پہلی جلد میں اپنے مقدمے میں اس کتاب کے تین خطی نسخوں کا تعارف کرایا ہے۔

نسخہ سید شریف روضاتی (شمارہ نمبر 1)؛ نسخہ کتابخانہ آیت اللہ مرعشی نجفی (شمارہ نمبر 2)؛ نسخہ کتابخانہ استاد مرتضی مدرسی چہاردہی (شمارہ نمبر 3)

المحجہ البیضاء کی اشاعت

اس کتاب کے 8 حصے ہیں جو چار جلدوں میں شائع ہوئے ہیں اور یہ کتاب قم میں جامعہ مدرسین کے نشریاتی ادارے "موسسہ نشر اسلامی" نے شائع کی ہے۔ جس کا سال اشاعت ۱۴۲۸ھ ہے۔

اس کتاب کا فارسی ترجمہ "راہ روشن" کے نام سے عبدالعلی صاحبی، سید محمد صادق عارف، محمدرضا عطایی اور محمد حسین عطایی کے باہمی تعاون سے کیا گیا ہے جو "بنیاد پژوہش ہای آستان قدس رضوی مشہد" نے شائع کیا ہے۔ اسی ادارے نے محمد علی دوست کے ذریعے اس کتاب کے ترجمے کا خلاصہ بھی چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔

جلد اول میں عبادات کی بحث کا خلاصہ کیا گیا ہے اور دوسری جلد میں عادات، تیسری جلد میں مہلکات اور چوتھی جلد میں منجیات کی بحث کو بطور خلاصہ لایا گیا ہے۔اس کتاب کے اُردو ترجمے کے بارے میں ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے۔

کتاب المحجہ البیضاء فی تہذیب الاحیاء کے مضامین پر اجمالی نظر

فیض کاشانی نے اپنی کتاب المحجہ البیضاء میں امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم ہی کے اسلوب کے مطابق تعلیمات اہل بیتؑ کی روشنی میں علم اخلاق کو پیش کیا ہے۔درحقیقت فیض کاشانی کی نظر میں احیاء العلوم میں جو خامیاں تھیں اُن کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کتاب میں امام غزالی اور فیض کاشانی کے اخلاقی نظریات میں جو فرق ہے،اس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

بنیادی طور پر فیض کاشانی کا اخلاقی نظریہ وہی ہے جو امام غزالی نے احیاء العلوم میں پیش کیا ہے۔البتہ فیض کاشانی نے اس کی سختیوں اور طاقت فرسا ریاضتوں کو کہ جو بعض اوقات غزالی کی کتاب میں نظر آتی ہیں،حذف کرکے اُن کو ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے معتدل اور عاقلانہ انداز میں پیش کیا ہے۔غزالی پر فیض کاشانی کے اعتراضات اور اختلافات کا اہم حصہ "احیاء العلوم" کی کتاب ریاضت نفس کے باب مہلکات اور منجیات،توکل، فقر اور زہد کے بارے میں ہے۔یہاں ان (اعتراضات واختلافات) کو بطور خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔غزالی کتاب "ریاضت نفس" میں،انسان کے اپنے نفسیاتی عیوب سے آگاہی کا پہلا اور اہم ترین راستہ "شیخ" کی اتباع واطاعت کو قرار دیتے ہیں۔"شیخ" اُس شخص کو کہتے ہیں جو نفس کے عیوب اور اُس کی پوشیدہ آفات سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے اور اپنے نفس پر مکمل تسلط رکھتا ہے۔ایسا شخص اگرچہ بہت مشکل سے ملتا ہے، لیکن سالک اگر کسی ایسے شخص کو پالے تو اس کے لیے تذکیہ نفس اور سیر وسلوک کا بہترین راستہ اس کی مکمل اطاعت ہی ہوگا۔[9]

فیض کاشانی، امام غزالی کی اس بات پر اس طرح اعتراض کرتے ہیں کہ شیخ اور مراد سالک اگر ایسا شخص ہو کہ جس کی عصمت پر یقین نہیں کیا جاسکتا تو ایسے شخص پر اعتقادات یا عمل میں بھروسہ کرنا مفید ہونے سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔ بنابریں اخلاقی اور عرفانی سیر وسلوک میں مکمل اطاعت اور اعتماد فقط ائمہ معصومین علیہم السلام ہی پر کیا جاسکتا ہے (جن کی عصمت پر نص موجود ہے)۔[10]

۲۔امام غزالی، سالک اور حق کے درمیان ایک حد اور دیوار کے قائل ہیں جو چار موانع پر مشتمل ہے۔ جن کو ہٹائے بغیر حق کی طرف سالک کا باطنی سیر وسلوک ناممکن ہے۔[11]

یہ چار موانع، جاہ، مال، تقلید اور معصیت ہیں۔اُنہوں نے جاہ و مال کے بارے میں اس قدر طولانی گفتگو کی ہے کہ جس سے جاہ ومال کی مکمل مذمت ظاہر ہوتی ہے۔ جو انسان کو ایک طرح کی رہبانیت اور گوشہ نشینی کی طرف

لے جاتی ہے۔ یہ بات نہ فقط انسان کی عام اجتماعی زندگی کے خلاف ہے بلکہ انسان کی عزت نفس اور بعض انسانی احساسات کے بھی منافی ہے۔[12]

فیض کاشانی نے ابو حامد غزالی پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے: پہلی بات تو یہ کہ جاه و مال کی محبت کو بطور کامل ختم کرنا، انسان کے لئے ناممکن ہے۔ دوم یہ کہ شریعت اور دین نے بھی انسان سے اس قسم کا تقاضا نہیں کیا۔ چونکہ اس (محبت جاه ومال) کا انسان میں ہونا، انسان کی اجتماعی زندگی کو چلانے کے لئے ضروری ہے جو انسان کے رشد و کمال کے لوازمات میں سے ہے۔ سوم یہ کہ اس سلسلے میں غزالی نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ انسان کے لئے دوسری بہت سی خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ چونکہ گوشہ نشینی اور رہبانیت جہاں ایک غیر عاقلانہ اور اجتماعی لحاظ سے نقصان دہ چیز ہے وہاں اکثر اوقات، نہ فقط تہذیب نفس اور قرب خدا کے خلاف ہے، بلکہ جب انسان تنہا اور معاشرے سے الگ تھلگ ہوتا ہے تو شیطانی وسواس اُس پر بہت آسانی کے ساتھ حملہ کر دیتے ہیں۔ اسی لئے احادیث میں مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اجتماعات میں شرکت کرنے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے کی تاکید کی گئی ہے۔[13]

۳۔امام غزالی نے "کتاب فقر وزہد" میں زہد کا سب سے بلند ترین درجہ اس حالت کو قرار دیا ہے کہ جب انسان اضطرار اور ضرورت کے وقت نہ فقط اپنے حلال اور جائز مال میں بغیر کسی رکاوٹ کے دخل و تصرف کرنے سے پرہیز کرتا ہے بلکہ اس تک رسائی کو اپنے لیے پریشانی اور خوف کا باعث قرار دیتا ہے۔[14]

فیض کاشانی اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسی حالت بالفرض ممکن ہو بھی تو یہ نہ فقط زہد نہیں بلکہ ایک قسم کا جنون اور عقل سلیم کے خلاف کام ہے۔ وہ زہد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام کے اس فرمان سے تمسک کرتے ہیں جس میں امامؑ نے فرمایا:

"وَ قَالَ علیه السلام الزُّهْدُ كُلُّهُ بَيْنَ كَلِمَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ (لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ) وَ مَنْ لَمْ يَأْسَ عَلَى الْمَاضِي وَ لَمْ يَفْرَحْ بِالْآتِي فَقَدْ أَخَذَ الزُّهْدَ بِطَرَفَيْهِ "[15] یعنی: "در حقیقت، زہد کا بلند ترین درجہ یہ ہے کہ انسان جس چیز کو ہاتھ سے کھو دے اس پر غمگین نہ ہو اور افسوس نہ کرے اور جو کچھ اُسے مل جائے اس پر مغرور نہ ہو۔"[16]

۴۔امام غزالی توکل کی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے کسی چیز کے وجود میں آنے کے دو اسباب بیان کرتے ہیں ایک ظاہری اسباب اور دوسرے پوشیدہ اسباب۔ اور ظاہری اسباب پر اعتماد اور تکیہ کرنے کو توکل کے منافی قرار دیتے ہیں۔ لیکن حقیقی مسبّب الاسباب پر اعتماد کرتے ہوئے پوشیدہ ااور غیبی اسباب پر اعتماد کو توکل کے خلاف نہیں سمجھتے۔[17]

فیض کاشانی اُن پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر توکل کا مطلب اسباب سے قطع نظر خداوند متعال پر تکیہ کرنا ہے تو اس لحاظ سے ظاہری اور غیبی اسباب میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔[18] فیض کاشانی، غزالی کے برعکس بشرط مسبّب الاسباب پر مکمل تکیہ اور اُس کی جانب پوری توجہ کے، ظاہری اسباب سے استفادہ کو بھی غیبی اسباب کی طرح توکل کے منافی نہیں سمجھتے۔ اور اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ظاہری اور باطنی علل و اسباب کے ذریعے مادی اور معنوی روزی طلب کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور اس کے ساتھ اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ انسان مختلف قسم کے اسباب یا اپنے عمل یا اپنی طاقت پر تکیہ نہ کرے اور حقیقی موثر کو ضرور مد نظر رکھے۔[19]

فیض نے اس سلسلے میں بعض افراط پر مبنی روایات اور حکایات نقل کرنے پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ اور احتمال دیا ہے کہ اس قسم کی چیزوں پر غزالی کا قلبی اعتقاد نہیں ہے بلکہ اُنہوں نے اہل حرص و خواہشات پسند لوگوں کو معتدل کرنے کے لئے یہ چیزیں نقل کی ہیں۔

۵۔ابو حامد غزالی نے ''کتاب آفات زبان'' میں غیبت کو کسی دینی بھائی کے بارے میں ایسی بات بیان کرنے سے تعبیر کیا ہے کہ جسے سننے کے بعد اُس کی ناراضگی کا سبب بنے۔ لیکن فیض کاشانی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے کسی شخص کی عدم موجودگی میں اُس کی مذمت اور سرزنش کی نیت سے اُس کی کسی ایسی خصوصیت یا کام کے بیان کو غیبت قرار دیا ہے کہ جو درواقع اُس شخص کا عیب نہ ہو۔ یعنی اس خصوصیت یا کام کی وجہ سے شرعاً اُس کی سرزنش یا مذمت نہ کی جاسکتی ہو۔ لیکن اگر کسی شخص کے بارے میں ایک مذموم بات اُس کی غیر موجودگی میں بیان کی جائے اور بیان کرنے والے کی نیت فقط کوئی دینی یا عقلی مصلحت ہو تو یہ غیبت شمار نہیں ہوگی۔[20]

٦۔ابو حامد غزالی، لعن کو بطور کلی جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن اگر قرآن مجید میں کسی کے بارے میں لعن کو استعمال کیا گیا ہے تو اسے جائز جانتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں کفار اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق قرار پائے ہیں۔[21]

لیکن فیض کاشانی کافر، منافق یا فاسق پر لعنت نہ فقط جائز سمجھتے ہیں بلکہ اُسے عبادت قرار دیتے ہیں۔ اور جو احادیث لعن کی نہی کے بارے میں نقل ہوئی ہیں اُنہیں اس کام میں لوگوں کو افراط پسندی سے بچانے کے لئے یا کسی شخص کی اصلاح کی اُمید کے سبب اُس پر لعن کی نہی کے طور پر قرار دیتے ہیں۔[22]

خلاصہ یہ کہ کتاب ''محجۃ البیضاء'' میں امام غزالی کے اخلاقی فلسفے اور فیض کاشانی کے نظریات کے درمیان سرسری موازنہ سے پتا چلتا ہے کہ یہ دونوں عالم دین اور معلّمین اخلاق، شریعت کی اصل اور بنیاد، جسے عبودیت کہا جاتا ہے اور اس کے لوازمات یعنی اخلاص، تقویٰ اور نیکی و احسان کے بارے میں ہم آہنگ اور ہم عقیدہ ہیں۔ لیکن

فیض کاشانی نے اپنی کتاب "المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء" میں انسان کی اخلاقی حیات کو زیادہ سے زیادہ عاقلانہ اور معتدل انداز میں پیش کرنے کی سعی کی ہے تاکہ انسان اپنی اجتماعی زندگی میں اور عملی میدان میں اخلاقیات اسلام کی وسیع تعلیمات سے بہرہ مند ہوسکے اور سیر وسلوک الی اللہ میں کامیابی کی اعلیٰ ترین منازل طے کرسکے۔

*****

References

---

1. Shams al-Din Muhammad bin Ahmad bin Usman, al-Zhahbi, *Seer al-Kalaam al-Nabla*, Vol. 14 (Beirut, Mosta al-Risalah, 1417 AH), 320.

   شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، الذھبی، *سیر اعلام النبلاء*،ج14(بیروت، موستۃ الرسالہ، 1417ھ)، 320۔

2. Muhammad bin Muhammad al-Hussaini, Al-Zubaidi, *Ithaf al-Sadat al-Mutaqeen Basharh Ihya al-Uloom al-Din*, Vol. 1 (Beirut, Darul Kitab al-Ilamiya, dn.), 8-65.

   محمد بن محمد الحسینی، الزبیدی،*اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء العلوم الدین*، ج1(بیروت، دارلکتب العلمیہ، سن ندارد)، 8تا65۔

3. Mulla Mohsin, Faiz Kashani, Muqadma, Al-Wafi, Vol. 1, Muqadma Musanif, 4.

   ملا محسن، فیض کاشانی ،مقدمہ ،الوافی، ج1، مقدمہ مصنف، 4۔

4. Khawansari, *Rawzat al-Janat*, Vol. 5, (nc., np., nd.), 79; Effendi Isfahani, Riaz Ulama, Vol. 5 (nc., np., nd.), 180; Qomi Sheikh Abbas, *Al-Kani wa Al-Qaab*, Vol. 3 (nc., np., nd.), 39; Mulla Mohsin, Faiz Kashani, Muqadma, *Al-Wafi*, Vol. 1, Muqadma Musanif, 17.

   خوانساری،*روضات الجنات* ، ج5،(شہر ندارد، ناشر ندارد، سن ندارد)، 79؛ افندی اصفہانی،*ریاض العلماء*، ج5 (شہر ندارد، ناشر ندارد، سن ندارد)،180؛ قمی شیخ عباس،*الکنی و الالقاب* ،ج3 (شہر ندارد، ناشر ندارد، سن ندارد)، 39؛ ملا محسن ، فیض کاشانی، *الوافی*، ج1، ترجمہ مولف، 17۔

5. Mulla Mohsin, Faiz Kashani, Diwan,

   ملا محسن، فیض کاشانی، دیوان، ص۵۸، با حوالۂ رسالہ شرح صدر فیض۔

6. Effendi, Riaz Ulama, Vol. 5, 182; Qomi Sheikh Abbas, Al-Kani wa Al-Qaab, Vol.3, 40; Khawansari, *Ruzat al-Janat*, Vol. 6, 93.

   افندی، *ریاض العلماء*، ج5، 182؛ قمی شیخ عباس،*الکنی و الالقاب*، ج3، 40؛ خوانساری، *روضات الجنات* ، ج6، 93۔

7. Faiz Kashani, Al-Wafi, Maqadma Masei, Vol.1, 18-30.

فیض کاشانی، الوافی، مقدمہ مصحح، ج1، 18-30۔

8. Mulla Mohsin, Faiz Kashani, *Maqadma Al-Mahjat al-Bayda fi Tehzeeb Il al-Ahya*, Vol. 1 (Beirut, Mossat al-Alami Lil-Matbohat, 1403 AH), 3.

ملا محسن، فیض کاشانی، مقدمہ المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء، ج1 (بیروت، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، 1403ھ)، 3۔

9. Abu Hamid Muhammad bin Muhammad, Ghazali, Ihya al-Uloom al-Din (Tarjma: Maulana Nadeem Al-Wajdi), Shaikh Kamil ki Zarorat, Vol. 3 (Karachi, Karachi Darul-e-Sha'at, nd.), 127.

ابو حامد محمد بن محمد، غزالی احیاء العلوم الدین (ترجمہ: مولانا ندیم الواجدی)، شیخ کامل کی ضرورت، ج 3 (کراچی، کراچی دارالاشاعت، سن ندارد)، 127۔

10. Faiz Kashani, *Al-Mahjat al-Bayda fi Tehzeeb Il al-Ahya*, Vol.5, 130.

فیض کاشانی، المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء، ج5، 130۔

11. Ibid, Vol. 3, 75.

ایضاً، ج3، 75۔

12 . Ibid, 75-76.

ایضاً، 75-76۔

13 . Ibid, Vol.5, 126.

ایضاً، ج5، 126۔

14. Abu Hamid Muhammad bin Muhammad, Ghazali, *Ihya al-Uloom al-Din* (Tarjma: Maulana Nadeem Al-Wajdi), *Kitab Zuhd wa Faqr*, Vol. 4 (Karachi, Karachi Darul-e-Sha'at, nd.), 190.

ابو حامد محمد بن محمد، غزالی، احیاء العلوم الدین (ترجمہ مولانا ندیم الواجدی)، کتاب زہد وفقر، ج4 (کراچی، کراچی دارالاشاعت، سن ندارد)، 190۔

15۔ تمام زہد قرآن مجید کے دو فقروں کے اندر سمٹا ہوا ہے" جو چیز ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جو مل جائے اس پر مغرور نہ ہو جاؤ" (سورۂ حدید، ۲۳) للذا جو شخص ماضی پر افسوس نہ کرے اور آنے والے سے مغرور نہ ہو جائے اس نے سارا زہد سمیٹ لیا ہے۔ (نہج البلاغہ، کلمات حکمت ۴۳۹)

16. Faiz Kashani, *Al-Mahjat al-Bayda fi Tehzeeb al-Ahya*, Vol.7, 350.

فیض کاشانی، المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء، ج7، 350۔

17. Ghazali, *Ihya al-Uloom al-Din* (Tarjma: Maulana Nadeem Al-Wajdi), *Kitab Tohid wa Tawakal,* Vol. 4 (Karachi, Karachi Darul-e-Sha'at, nd.), 3939.

غزالی، احیاء العلوم الدین (ترجمہ مولانا ندیم الواجدی) ،کتاب توحید وتوکل (توکل کی حقیقت)، ج4 (کراچی، کراچی دارالاشاعت، سن ندارد)، 3939۔

18. Faiz Kashani, *Al-Mahjat al-Bayda fi Tehzeeb al-Ahya*, 216.

فیض کاشانی، المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء ص216۔

19. Ibid, Vol.7, 423.

ایضاً، ج7، 423۔

20. Ibid, Vol.5, 258.

ایضاً، ج5، 258۔

21. Ghazali, *Ihya al-Uloom al-Din* (Tarjma: Maulana Nadeem Al-Wajdi), *Kitab Afaq al-Lisaan*, Vol. 3, 174.

غزالی ، احیاء العلوم الدین (ترجمہ مولانا ندیم الواجدی) ،کتاب آفات اللسان، ج3، 174۔

22. Faiz Kashani, *Al-Mahjat al-Bayda fi Tehzeeb al-Ahya*, Vol.5, 220.

فیض کاشانی، المحجۃ البیضاء فی تہذیب الاحیاء، ج5، 220۔